# نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

## جماعت کے تین اہم فریضے

مرزا بشیر احمد ایم اے

ربوہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ــ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

# نیا سال اور ہماری ذمّہ داریاں

## جماعت کے تین اہم فریضے

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
مدّ ظلّہُ العالی

نیا سال شروع ہو چکا ہے اور ہر نیا زمانہ لازماً اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئی ذمّہ داریاں لایا کرتا ہے۔ اِسی لئے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ جب نیا چاند دیکھو (جو گردشِ زمانہ کی ظاہری علامت ہے) تو خدا سے دُعا کرو کہ وہ اِس چاند سے شروع ہونے والے مہینہ کو تمہارے لئے مبارک کرے۔ اِس ارشادِ نبوی میں یہی اصولی اشارہ ہے کہ ہر نئے زمانہ اور ہر نئے دَور کے آغاز کو یونہی غفلت میں نہ

گزار دیا کرو بلکہ آنے والے مسائل اور آنے والی ذمہ داریوں پر غور کر کے خدا تعالیٰ سے نصرت اور روشنی کے طالب ہوا کرو تاکہ تمہارا قدم نہ صرف لغزشوں سے بچے بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔

سو اب جب کہ ہماری انفرادی اور جماعتی زندگی کا بھی ایک نیا سال شروع ہو رہا ہے (بلکہ ۱۲ر جنوری سے تو یہ سال قیام جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی تاریخ ولادت کے لحاظ سے بھی نیا سال ہے) ہمیں اس میں اسلام اور احمدیت کے لئے اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے لئے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے خیر و خوبی اور افضال و برکات اور غلبۂ صداقت کے لئے دعائیں کرتے ہوئے قدم رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی حکمت کے ماتحت زمانہ کو اس طرح تقسیم کر رکھا ہے کہ وہ عُسر و یُسر اور سرّاء و ضرّاء اور نُور و ظلمت کے درمیان چکر لگاتا رہتا ہے اور بسا اوقات پھولوں کی وادیوں تک پہنچنے کے لئے کانٹوں کے رستوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔

پس گو ہمیں خدائی وعدوں کے مطابق اسلام اور احمدیت



کے آخری غلبہ اور جماعت کی عالمگیر ترقی کے متعلق کامل یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں "قضاء آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا"۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ درمیان میں کیا کیا مشکلات اور کیا کیا ابتلا مقدّر ہیں اور نئے سال کے متعلق تو بعض دوستوں کو ایسی خوابیں بھی آئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً اس سال کے دوران میں بعض لحاظ سے بعض مشکلات اور امتحانوں کا سامنا ہونے والا ہے۔ بلکہ خود مجھے بھی ۳۱ر دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات میں جو نئے سال کی پہلی رات تھی ایک زلزلہ کا نظارہ دکھایا گیا۔ اور گو خوابوں کی حقیقی تعبیر خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن اگر جماعت کے لئے کوئی امتحان درپیش ہے تو پھر بھی گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے خدائے قدیر و علیم کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ اپنی تقدیر کو بھی بدل سکتا ہے جیسا کہ وہ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:۔

اَللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ

"یعنی خدا اپنی تقدیر پر بھی غالب ہے اور اپنے فیصلوں کو بدلنے کی طاقت رکھتا ہے"

بلکہ اگر بالفرض کوئی تلخ تقدیر ایسی ہو جو کسی صورت میں بھی

ٹلنے والی نہ ہو تو پھر بھی اللہ تعالےٰ اس کے پیچھے اپنی کوئی شیرین تقدیر لاکر پیش آمدہ غم اور صدمہ کا ازالہ فرما سکتا ہے جیسا کہ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ :-

اِنَّ مع العُسرِ یُسراً

"یعنی خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے ہر تنگی کے ساتھ فراخی کی تقدیر مقدر کر رکھی ہے۔"

اور اسی کی تشریح میں مولانا رومی فرماتے ہیں کہ :-

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیرِ آں گنج کرم بنہادہ اند

"یعنی ہر ابتلا جو خدا اپنے سچے مومنوں کے لئے مقدر کرتا ہے اس کے نیچے اس نے اپنے فضلوں اور نعمتوں کا ایک بڑا خزانہ چھپا رکھا ہوتا ہے۔"

پس خدا کی رحمت وقدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھے خوابوں کی وجہ سے تو زیادہ فکر نہیں کیونکہ جو خدا کوئی منذر خواب دکھا سکتا ہے وہ اسے ٹلا بھی سکتا ہے اور نہ ٹلنے کی صورت میں اس کے ازالہ کا کوئی اور رستہ بھی کھول سکتا ہے۔ مگر ضروری ہے کہ ہم سنتِ نبوی کے مطابق



اپنے پیش آمدہ مسائل اور حالات اور ہر قسم کے امکانی خطرات کا جائزہ لے کر اور کمر ہمت کس کر ایک طرف اصلاح وارشاد اور دوسری طرف صبر وصلوٰۃ کے عزم کے ساتھ نئے سال میں قدم رکھیں۔ اور اسی غرض سے میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں۔ مگر میں اس جگہ کسی تفصیل میں نہیں جاؤں گا اور جائزہ کے سوال کو بھی میں ہر مخلص اور تدبر کرنے والے احمدی کے غور وفکر پر چھوڑتا ہوں۔ اور صرف نہایت اختصار کے ساتھ اِن چند باتوں کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔ جن کی طرف اِس وقت خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کاش میرے بزرگ اور میرے دوست اور میرے عزیز اِن باتوں کی اہمیت کو سمجھیں اور حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ان کی طرف توجہ دیں۔ ورنہ ما علینا اِلّا البلاغ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اِس وقت جماعت کا نوجوان طبقہ اور خصوصاً وہ طبقہ جو نسلی احمدی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۂ وقت کے ساتھ براہ راست پیوندی جوڑ نہیں رکھتا اور گویا صرف تخمی

رشتہ کا حامل ہے اس کا ایک حصّہ بعض کمزوریوں میں مبتلا ہے اور اسے اخلاص اور عملِ صالح میں وہ مقام حاصل نہیں جو خدا تعالیٰ کی نصرت کا جاذب ہوا کرتا ہے اور نہ ہی یہ طبقہ اپنے عملی نمونہ کی کمزوری کی وجہ سے غیر از جماعت لوگوں (یعنی غیر احمدیوں اور غیر مسلموں) کے لئے کشش کا موجب ہے اس کا جماعت کے مخصوص عقائد اور جماعت کے مرکز اور خلیفۂ وقت کے ساتھ بھی نسبتاً بہت کم تعلق ہے اور وہ اعتراض کی طرف جلدی جھک جاتا اور اس کا چرچا کرنے لگ جاتا ہے۔ بے شک کئی نسلی احمدی بھی اخلاص اور عملِ صالح اور روحانیت اور قربانی میں بہت اچھا مقام رکھتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ بعض نوجوانوں کی فدائیت اور للّٰہیت میرے لئے رشک کا موجب ہے مگر دوسری طرف کمزور طبقہ کی کمزوری ہر وقت طبیعت میں بے چینی کی کیفیت پیدا کر رہی ہے۔ اس کمزوری کے کئی اسباب ہیں مگر زیادہ ذمہ داری ایسے نوجوانوں کے والدین اور مقامی جماعتوں کے صدر صاحبان اور امراء صاحبان پر ہے جنہوں نے ان کی تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور ان کے اندر اسلام اور احمدیت کی روح داخل



کرنے میں غفلت سے کام لیا ہے۔ نمازوں میں سستی چندوں میں سستی۔ مرکز کے ساتھ وابستگی میں کمی۔ بلکہ اعتراض کرنے میں جلدی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی عادت۔ اور جماعت کے محاسن کو دوسروں تک پہنچانے میں بے اعتنائی وغیرہ وغیرہ ایسی کمزوریاں ہیں جو نوجوان طبقہ اور خصوصاً نسلی احمدیوں کے ایک حصّہ میں سرایت کر رہی ہیں۔ اور دوسری طرف فوجی احمدیوں کا ایک حصّہ اپنی بیویوں کو بے پردہ کر کے فیشن کی اتباع میں گویا خوشی محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ فوجی لوگ بہادر سمجھے جاتے ہیں اور بہادر لوگوں کو خلافِ اسلام تحریکات کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے شرم محسوس ہونی چاہیئے۔ بے شک پرانا پردہ بھی جس میں عورت گویا قیدیوں کی طرح محصور ہو کر گھر کی چار دیواری میں بند رکھی جاتی تھی خلافِ اسلام تھا مگر اس کے مقابل پر موجودہ بے پردگی جس میں عورت اپنی جسمانی اور لباسی زینت کو عریاں کر کے مردوں میں بے حجابانہ ملتی جلتی ہے اس سے بھی بڑھ کر خلافِ اسلام ہے۔

پس نئے سال کے ابتداء میں میری سب سے پہلی پکار یہ

ہے کہ اِس سال کے دَوران میں احمدی والدین اور احمدی پریذیڈنٹ صاحبان اور احمدی سیکرٹریانِ تربیت اور احمدی امراءِ مقامی اور امراءِ ضلعوار اور امراءِ صوبہ وار اِس بات کا خدا کے حضور پختہ عہد کریں کہ وہ احمدی نوجوانوں کی تربیت کی طرف خاص توجّہ دیں گے۔ میرے عزیزو اور دوستو دیکھو اور سمجھو کہ خدا تعالیٰ کو ظاہر سے کوئی غرض نہیں وہ تو حقیقت کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق تم سے سلوک کریگا۔ پس صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور سیدھے ہو جاؤ اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان پر خدا کے ساتھ باندھا ہے یعنی یہ کہ :-

"مَیں دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا"

کیا نماز میں سستی اور خدا کی یاد میں کوتاہی کرنیوالا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا اعانتِ اسلام اور اعانتِ احمدیت کے لئے چندوں سے غافل رہنے والا اور اپنی ساری آمدن اپنے نفس پر یا اپنے عزیزوں پر خرچ کرنیوالا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیوند میں اور خلیفہ وقت اور مرکز کے تعلق میں



کمزوری دکھانے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا ہر وقت اپنے مادی مفاد کی فکر میں غرق رہنے والا اور اپنا تمام وقت دُنیا کے دھندوں میں گزارنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا اعتراض کی طرف جلدی جُھک جانے والا اور ان اعتراضوں کا اِدھر اُدھر چرچا کرنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف کر کے تفرقہ پیدا کرنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا تجارت اور لین دین کے معاملات میں خیانت کا طریق اختیار کرنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا اپنی بیوی کو بے پردگی کیطرف مائل کرنے والا اور فیشن کی خاطر قرآن و حدیث کے احکام کو پسِ پشت ڈالنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کیا اپنی اولاد کی دینی تربیت کی طرف سے بے توجہی برتنے والا دین کو دُنیا پر مقدم کرتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ مگر اے احمدی والدین اور اے احمدی صدر صاحبان اور اے احمدی امراء صاحبان! خدا کے لئے غور کرو کہ کیا آپ کے زیرِ تربیت نوجوانوں کا ایک طبقہ ان کمزوریوں میں مبتلا

نہیں؟

پس اِس سال کے پروگرام کا ایک اہم حصہ یہ ہونا چاہیئے کہ جو کمزوری بعض احمدی نوجوانوں میں پیدا ہو رہی ہے اُسے خاص توجہ اور خاص کوشش کے ساتھ اور خاص نگرانی کے ماتحت دُور کیا جائے! احمدی والدین اور احمدی پریذیڈنٹ صاحبان اور احمدی امراء صاحبان سب کے سب بیدار اور چوکس ہو کر اور ایک پروگرام بنا کر اِس کوشش میں لگ جائیں کہ احمدی نوجوانوں کا کمزور حصہ اپنی کمزوری کو ترک کر کے اسلام اور احمدیت کی تعلیم کا ایسا نمونہ بن جائے جو دوسروں کے لیے کشش کا موجب ہو اور دُنیا اُن کے چہروں میں خدا کا نُور دیکھے۔ اور ان کی نیکی خدائی نصرت کی جاذب بن جائے اور وہ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے جماعت کی ترقی میں روک نہ بنیں بلکہ نیک نمونہ بن کر اس کی ترقی کو تیز سے تیز تر کرنے والے ثابت ہوں۔ آمین اللّٰھمّ آمین۔

(۲) دوسرا امر جو اس سال خاص بلکہ خاص الخاص توجہ چاہتا ہے یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف پھر غلط فہمیوں کا ایک وسیع جال پھیلایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مُلک کا معتدبہ



حصہ جماعت کے خلاف طرح طرح کی بدگمانیوں میں مبتلا ہو کر دن رات زہر فشانی میں مصروف ہے اور یہ معاندانہ رویّہ صرف مولوی طبقہ تک ہی محدود نہیں بلکہ مُلک کے ہر طبقہ کا ایک حصہ اِس ناپاک ہولی میں اپنے ہاتھ رنگ رہا ہے۔ تاجر۔ صنّاع۔ زمیندار۔ ملازم پیشہ افراد۔ اخباروں کے ایڈیٹر۔ عالم و جاہل۔ غریب اور امیر۔ مزدور اور سرمایہ دار وغیرہ وغیرہ سب جماعت احمدیہ کے عقائد اور نظریات اور طریقِ کار کو غلط رنگ میں پیش کرنے اور جماعت کو بدنام کرنے اور جماعت کی بے نظیر اسلامی خدمات کو تخفیف کی نظر سے دیکھنے میں گویا لذّت اور فخر محسوس کرتے ہیں۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مُلک کا ہر فرد اِس مرض میں مبتلا ہے۔ کیونکہ بلاشبہ مُلک کے ہر طبقہ میں ایک حصّہ ایسا موجود ہے جو شرافت اور انصاف کے مقام پر قائم ہے اور بعض عقائد میں اختلاف کے باوجود جماعت کے معاملہ میں بے انصافی کی طرف نہیں جُھکتا بلکہ جماعت کی اسلامی خدمات کی وجہ سے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے محاسن کی برملا تعریف کرتا ہے۔ اور اس حصہ کی شرافت اور انصاف پسندی کا اعتراف نہ کرنا یقیناً ناشکری ہوگی۔ مگر عوام النّاس کا

قریباً قریباً وہی حال ہے جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اکثر لوگ احمدیت کی مخالفت میں یکساں رنگین نظر آتے ہیں اور مولویوں یا اخبار نویسوں یا آتش زیر پا مقرروں کی طرف سے اُکسائے جانے پر اس طرح بھڑک اُٹھتے ہیں جس طرح کہ ایک خشک لکڑی دیا سلائی دکھانے پر شعلہ زن ہونے لگتی ہے۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ قرآن مجید وضاحت کے ساتھ فرماتا ہے کہ:۔

یاحسرۃً علی العبادِ ما یاتیھم مِن رّسولٍ
اِلّا کانوا بہٖ یستھزءون۔

"یعنی اے افسوس لوگوں پر کہ ہماری طرف سے ان کے پاس کوئی مصلح ایسا نہیں آتا کہ وہ ہمارے بندے ہونے کے باوجود اس کی مخالفت میں ہنسی ٹھٹھا نہ کرنے لگ جاتے ہوں۔"

یہ مخالفت ایک طرف تو منکروں کے لئے امتحان اور ابتلا کا سامان مہیا کرتی ہے کیونکہ وہ ان حالات میں خاص قربانی کے بغیر حق کی طرف قدم اُٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے اور دوسری طرف یہ مخالفت ماننے والوں کو بیدار رکھنے اور حق کی اشاعت



میں زیادہ سے زیادہ جدّوجہد کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہتی ہے۔ کیونکہ گو خدائی مرسلوں کے آخری غلبہ کے متعلق قرآن مجید یہی وعدہ فرماتا ہے (کہ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے) مگر کوئی سچا مومن اس بات کی طرف سے غافل نہیں رہ سکتا کہ آخری غلبہ سے پہلے درمیانی طوفانوں کا آنا بھی ناگزیر ہے۔ اور ان طوفانوں کے نتیجہ میں غلبہ کا وقت پیچھے پڑ سکتا ہے اور قومیں بھی بدل جایا کرتی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ موجودہ خطرات کا جائزہ لے کر اس زہر کا ازالہ کیا جائے جو اسوقت جماعت احمدیہ کے خلاف پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ ازالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے:۔

(الف) جو غلط فہمیاں جماعت کے متعلق پیدا کی جا رہی ہیں خواہ وہ عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا جماعتی تنظیم سے یا جماعت کے طریق کار سے انہیں صحیح حالات بتا کر اور صحیح تشریحات پیش کر کے دُور کیا جائے۔ مثلاً (اور مَیں یہ صرف مثال کے طور پر بیان کر رہا ہوں) کہا جاتا ہے کہ خاکش بدہن جماعت احمدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی ختم نبوت کی منکر ہے۔ یا یہ کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کو

چھوڑ کر کوئی اور کلمہ بنا رکھا ہے یا یہ کہ حاشا وکلا جماعت احمدیہ خدا کے رسولوں اور دوسرے پاک لوگوں کی ہتک کرتی ہے یا یہ کہ جماعت کا موجودہ مرکز ربوہ گویا ایک ممنوعہ بستی ہے جس میں کسی غیر کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی یا یہ کہ جماعت نے ایک ایسی تنظیم قائم کر رکھی ہے جو حقیقۃً مملکت اندر مملکت کا رنگ رکھتی ہے یا یہ کہ جماعتی تنظیم کے توڑنے والوں کو ایسی سزائیں دی جاتی ہیں جو اسلامی تعلیم اور انسانی حقوق کے منافی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں جماعت کی طرف سے بار بار تردید کئے جانے کے باوجود ہمارے خلاف نہایت ڈھٹائی کے ساتھ دہرائی جا رہی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جماعت کے تمام مربی اور معلم اور تمام مقامی امراء اور ضلعوار امراء اور دیگر ذمہ وار احباب بلکہ تمام دوست اس بات کا عہد کریں کہ وہ اس سال بیش از پیش توجہ اور وضاحت اور تعیین اور تکرار کے ساتھ ان غلط فہمیوں کو دور کر کے جماعت کی مخالفانہ فضاء کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور جب اس مکدر فضاء کے بادل چھٹیں گے تو طبعاً صداقت کا آفتاب زیادہ نمایاں ہو کر نظر آنے لگے گا۔



(ب) موجودہ کمزوری کو دور کرنے اور موجودہ خطرات کا سدِّباب کرنے کا دوسرا مؤثر طریق یہ ہے کہ خاص جدّوجہد کے ساتھ جماعت احمدیہ کے محاسن اور جماعت کی اسلامی خدمات اور جماعت کے مخصوص نظریات اور عقائد کی درستی کو پختہ دلائل اور روشن براہین کے ساتھ لوگوں پر ثابت کیا جائے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ لوگ کسی صداقت سے صرف اُس وقت تک دور رہتے ہیں جب تک کہ اُن تک یا تو صداقت کا پیغام پہنچتا ہی نہیں اور یا پہنچتا تو ہے مگر ایسے کمزور اور بے اثر رنگ میں پہنچتا ہے کہ ان پر صداقت کی حقیقت اور صداقت کی اہمیت اچھی طرح واضح نہیں ہوتی۔ اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔

"یعنی لوگوں کو خدا کے رستے کی طرف ایسے رنگ میں بلاؤ کہ وہ پختہ دلائل

اور خشیۃ اللہ کی جذباتی اپیل سے معمور ہو
اور اگر کبھی حق کی دعوت میں منکروں کے
ساتھ بحث کرنی پڑے تو اس کام کو بہترین
صورت اور نہایت دلکش رنگ میں انجام
دو۔"

اُوپر کے بیان میں فقرہ الف تو منفی نوعیّت کا ہے جس سے جماعت احمدیّہ کے متعلق ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا مراد ہے جو حق کی شناخت میں روک بن رہی ہیں۔ اور فقرہ ب مثبت نوعیّت کا ہے جس سے احمدیّت کی دلکش تعلیم اور اس کی بے نظیر اسلامی خدمات کو احسن طریق پر پیش کرنا مراد ہے۔ تاکہ جہاں ایک طرف لوگوں کے دلوں کا زنگ صاف ہو وہاں دوسری طرف ان کے دل نورانی صیقل کے ذریعہ روشن ہوتے چلے جائیں۔ اور یہی وہ دو طریق ہیں جو رُوحانی مصلحوں نے ہمیشہ استعمال کئے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ خاص توجّہ کے ساتھ ان دونو طریقوں کو استعمال کر کے اسلام اور احمدیّت کے غلبہ کے دن کو قریب سے قریب تر



لے آئے۔

اس غرض کے لئے ان دو سکیموں پر زور دینا نہایت ضروری ہے جو خدائی نصرت کے ماتحت گزشتہ سال کے آخر اور اس سال کے شروع میں جاری کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک سکیم وقفِ جدید کی ہے جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جاری فرمائی ہے۔ جس میں وقفِ زندگی کی وسیع سکیم کے ساتھ ساتھ اس کام کو چلانے کے لئے ہر احمدی سے کم از کم چھ روپے فی کس چندہ سالانہ کی بھی تحریک کی گئی ہے۔ اس سکیم کی غرض وغایت کے ماتحت مغربی پاکستان کے طول و عرض میں ارشاد و اصلاح کا ایک نہایت وسیع پروگرام مرتّب کیا گیا ہے۔ اور دوسری سکیم وہ ہے جو حضرت امیر المومنین کی منظوری سے محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پیش کی تھی جس کا مقصد ربوہ کے ماحول کی اصلاح ہے۔ خدا کے فضل سے یہ دونوں سکیمیں بہت ضروری اور اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت

مبارک اور بہت دُور رس ہیں۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ اِس سال کے پروگرام میں اِن دونو سکیموں کو خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھیں اور انہیں کامیاب بنانے کے لئے پوری پوری جد و جہد اور انتہائی قربانی سے کام لیں۔ اِن سکیموں کی تفصیل الفضل میں بار بار آ چکی ہے اور اِس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب جبکہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے حالات اور خطرات کا پورا پورا جائزہ لے کر ایک طرف تو اپنے نوجوانوں کی اصلاح کے متعلق خاص توجہ دیں تا کہ وہ صرف نسلی یعنی نام کے احمدی نہ رہیں بلکہ حقیقی احمدی بن کر اسلام اور احمدیت کے حق میں گویا ایک زبردست مقناطیس بن جائیں جو نہ صرف خود پاک ہو بلکہ دوسروں کو بھی اپنے پاک نمونہ سے اپنی طرف کھینچتا چلا جائے اور دوسری طرف وہ احمدیت کے کے متعلق بے بنیاد غلط فہمیوں کو دُور کر کے احمدیت کے دلکش نقوش اور اس کی اسلامی خدمات کو لوگوں تک اِس طرح پہنچائیں کہ ملک کی فضا خدائی نور سے معطر ہو جائے۔



اور ہر شخص عہد کرے کہ مَیں نے اُوپر کی دو سکیموں کو کامیاب بنا کر دم لینا ہے۔ و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اور کام کی طاقت و توانائی کی پوری پوری بحالی کے واسطے خاص طور پر دُعا کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے احسان کو شناخت کرنے کے لئے اِس بات پر غور کرنا کافی ہے کہ حضور نے اپنی خلافت کے آغاز میں جماعت کو کس کمزوری اور بے بسی کی حالت میں پایا اور اب وہ خدا کے فضل سے کس وسعت اور کس کثرت اور کس طاقت کو پہنچ چکی ہے۔ پس اب جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے اپنی طاقت میں طبعاً کمی اور انحطاط محسوس فرماتے ہیں تو یہ انتہا درجہ کی بے وفائی ہوگی کہ جماعت جس نے حضور کے ہاتھ سے ہزارہا شیریں قاشیں کھائی ہیں حضور کی عمر کے اس حصہ میں حضور کے لئے دُعا کرنے اور حضور کے متعلق درد مند ہونے میں غفلت برتے۔ پس اِس سال کی تیسری اپیل میری یہ ہے

کہ جماعت کے مخلصین حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ
کے لئے دُعا کرنے اور صدقہ و خیرات اور صوم و صلوٰۃ
کے ذریعہ اس دُعا کو تقویت دینے کی طرف بیش از پیش
توجہ دیں۔ **جماعت کا حال اور جماعت کا مستقبل**
اس وقت خاص بلکہ خاص الخاص توجہ اور دُعاؤں کا متقاضی
ہے اور بد قسمت ہے وہ انسان جو اس نازک وقت کو غفلت
میں گزار دے۔ خدا کرے کہ ایسا نہ ہو اور خدا کرے کہ میری
یہ دردمندانہ اپیل ہمارے بھائیوں کے دلوں میں اثر پیدا
کرے اور احمدی والدین اور احمدی صدر صاحبان
اور احمدی امراء صاحبان سب یک جان ہو کر ایک طرف
اصلاح و ارشاد اور دوسری طرف دُعاؤں میں لگ
جائیں اور اسلام اور احمدیت کا بول بالا ہو۔ آمین یا ارحم
الراحمین وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

نوٹ:۔ یہ مضمون میں نے جنوری کے آغاز میں شروع کیا
تھا مگر اعصابی تکلیف اور احساس بے چینی کی وجہ سے اسے
جلد ختم نہیں کر سکا۔ بلکہ آہستہ آہستہ لکھ کر اور اُوپر تلے کئی
دنوں کا ناغہ کر کے قریباً ایک ماہ میں آج ختم کیا ہے اور پھر



بھی وہ میری خواہش کے مطابق مکمل نہیں ہوا۔ حالانکہ میں
صحت کے زمانہ میں ایسا مضمون قریباً ایک گھنٹہ میں لکھ لیا
کرتا تھا۔ لہذا اپنے لئے بھی دوستوں سے دعا کی درخواست
کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخر عمر تک یعنے :۔

"زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند"

خدمتِ دین کی توفیق دیتا رہے اور میری کمزوریوں کو معاف
فرمائے اور میرا انجام بخیر ہو۔

والسلام خاکسار راقم آثم

**مرزا بشیر احمد**

ربوہ

۲/۵۸ء

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نے

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر شائع کیا۔